گوپال سنگھ

مسلم معمہ

مترجم:- محمد عمر، شعبہ تاریخ، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

ہر ایک سیاسی جماعت اور ہر ایک سلیم العقل اور ذی فہم فرد ہندوستان میں بڑھتی ہوئی فرقہ وارانہ کشمکش کے بارے میں پریشان ہے۔ پنجاب، کشمیر اور شمال مشرق وغیرہ کے ہنگامے پوری قوم کے لئے ہوّا بن گئے ہیں۔ لیکن ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت یعنی مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی بے چینی بھی اتنی ہی خطرناک ہے۔ ان کی آبادی تقریباً بارہ کروڑ ہے اور شڈول ٹرائبس اور شڈول کاسٹ کی مجموعی تعداد کے تقریباً برابر ہے۔

شڈول کاسٹ کی اس شکستہ حالی کے بارے میں قوم کو بروقت ہوشیار کر دیا گیا جو انسانوں سے کم درجے کی زندگی گذار رہے تھے۔ یہ کام گاندھی جی کی دوراندیشی اور ڈاکٹر بی۔ آر۔ امبیڈکر جیسے دلیر لوگوں کی وجہ سے عمل میں آیا جنہوں نے ان کی حمایت میں جی توڑ جدوجہد کی۔ اس وقت کے برطانوی وزیراعظم سر رمزے میکڈونالڈ کا بھی ہمیں شکرگذار ہونا چاہیئے جس نے ۱۹۳۲ء کے اپنے کیونل اوارڈ کے ذریعے ہریجنوں کے لئے علیحدہ انتخاب کرنے کی اجازت دیدی۔ اس طرح اس نے انھیں ہندو مذہب کے مخصوص دھارے سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کر دیا۔

اگر ان حالات کو غالب رہنے دیا جاتا تو ایسا نہیں تھا کہ ہندو اکثریت کبھی بھی ہندوستان پر حکمرانی کرتی۔ بہرحال اس مسئلے کے بارے میں گاندھی جی کے مرن برت اور عوام کے دباؤ میں ڈاکٹر امبیڈکر کے آنے کی وجہ سے پونا کا تاریخی سمجھوتہ عمل میں آیا جس کی رو سے انکی آبادی کے تناسب کے لحاظ سے قانون ساز اسمبلیوں میں ان کی نشستیں محفوظ کر دی گئیں اور ان کا انتخاب ملے جلے طریقہ پر ہونا تسلیم کر لیا گیا۔ اس طرح سے ایک ٹریجڈی کو رفع دفع کر دیا گیا۔

لیکن اس رعایت نے امتیازیت پیدا کر دی، کیونکہ اس کا اطلاق صرف ہندو اور سکھ ہریجنوں پر کیا

گیا، ان ہریجنوں کو نظرانداز کر دیا گیا۔ جنہوں نے عیسائیت، اسلام یا بدھ مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیا تھا۔ بدھ مذہب قبول کرنے والوں کے لئے اب ترمیمات کی جارہی ہیں حالانکہ اب تک یہ نہیں معلوم ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والوں کے بارے میں کیا ہونے والا ہے (اقلیتوں شڈول کاسٹ اور شڈول ٹرائبس اور کمزور فرقوں کے ہائی پاور کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت سے میں نے ان دونوں کے بارے میں پُرزور سفارش کی تھی۔ بہرحال میری وہ رپورٹ نہ ہی ابھی تک شائع ہوئی ہے اور نہ ہی اسے پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے حالانکہ بارہا اس کی مانگ کی گئی ہے اور احتجاج بھی کئے گئے ہیں)

لیکن مسلمان سردمہری کے شکار ہیں۔ وہ نہ صرف تعلیم، صنعت و حرفت اور سرکاری نوکری میں پسماندہ ہیں بلکہ سماجی سطح پر بھی وہ ہریجنوں کی طرح برادری سے خارج ہیں۔ ان کی جانوں اور عزت کو نشانہ ہدف بنانا بہت آسان ہو گیا ہے۔ "انہوں نے ایک مادر وطن کی مانگ کی۔ اور وہ انہیں مل گیا اب وہ وہاں کیوں نہیں چلے جاتے ہیں؟" ان کے بارے میں اکثریت کا یہ عام جذبہ ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے مابین ہر طرح کی کشمکش کی زیادتی انہیں بہت زیادہ غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔ بہت ہی معمولی اشتعال انگیزی سے خوں ریز فرقہ وارانہ فسادات رونما ہو سکتے ہیں جن میں جانی اور مالی نقصانات ان کے (مسلمانوں) کے مقسوم میں آتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے قدیم عبادت خانے بھی محفوظ نہیں ہیں۔ تاریخ کو اس طرح مسخ کیا جارہا ہے اور اس پر اس طرح نظر ثانی کی جارہی ہے جو ان کے لئے نقصان رساں ہو۔ ہم ہی لوگ جو ہندوستان میں اپنی سیکولر ایک جمہوریت پر فخر کرتے ہیں ایک ایسی حکومت بنا رہے ہیں یا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جو مذہبی حکومت کے لگ بھگ ہے۔

ہر ایک غیر مذہبی جماعت اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ اس بات کو ختم ہونا چاہیئے لیکن ان میں سے ہر ایک جماعت اس بات سے اقتصادی اور سیاسی فائدہ بھی اٹھاتی رہتی ہے۔ وہ شخص جسے انتخابات میں ووٹ مانگنے پڑتے ہیں اسے اکثریت کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیئے تاہم وہ بڑی اقلیتوں کی حمایت کو نظرانداز نہیں کر سکتا ہے۔ چاہے کوئی ہو وہ دوغلی رسن بازی کیسے کر سکتا ہے کردہ بازی اس کے مفاد میں ہو اور ساتھ ساتھ وہ فرقہ کی طاقتوں کے خلاف لڑ بھی سکتا ہو ہندوستانی سیاسی جماعتوں کی چالاکی اور خوش تدبیری ہی انہیں اس پیچیدگی سے باہر نکال سکتی ہے۔ بیشتر وہ دونوں حربے استعمال کرتے ہیں اور دونوں کو بے ترتیب اور

تغلک بنا دیتے ہیں۔

کیا اس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے؟ کیا دنیا کی کسی بڑی پسماندہ قوم کی طرح کیا کوئی اقلیت ہمیشہ غیر محفوظ اور بے گانہ رہنا چاہے گی؟ مجھے یقین ہے کہ ہندوؤں کی خصوصیات ایسی بات کو کبھی گوارا نہیں کر سکتیں۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں ان کے برخلاف معاملہ کا جائزہ لینا چاہیئے کیونکہ یہ بات وہ عوام کے سامنے بڑے اعتماد سے ہمیشہ پیش کرتے ہیں۔

یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسلمانوں نے آٹھ سو یا اس سے بھی زیادہ برسوں تک اس ملک پر حکمرانی کی تھی اور انہوں نے غیر مسلموں پر ناقابلِ بیان مظالم توڑے تھے اور مجموعی طور پر سب لوگوں کو مسلمان بنا لیا تھا۔ ان کے مندروں کو منہدم کر دیا تھا، ان کے گروؤں اور مذہبی پیشواؤں کو تہ تیغ کر ڈالا تھا۔ ہندوؤں کے ساتھ انہوں نے کبھی بھی انصاف نہیں کیا تھا۔ ان پہ جزیہ لگایا گیا تھا اور چین اور عزت کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کی انہیں کبھی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہندوستان کے سب کے سب مسلمان پہلے ہندو تھے اور وہ مشرف بہ اسلام ہوئے تھے (ان میں بیشتر ہریجن تھے) اور نہ تو ان کے لئے ہندوؤں اور نہ ہی ہندوستان پر کبھی حکمرانی کرنے کا موقع تھا۔ افغانستان یا وسط ایشیا کے دوسرے مقامات سے آئے ہوئے پہلے افغان اور مابعد مغل ہمیں فتح کرنے کے لئے آئے اور ذات پات، مذہب اور ذاتی خواہشوں میں منقسم ہماری افواج کو شکست دینے کے بعد انہوں نے ہم پر حکمرانی کی۔ فاتح قوموں نے کبھی بھی ہندوستانی مسلمانوں کو حکمرانی میں شریک کار نہیں بنایا تھا۔ حالانکہ انہوں نے کئی ہندو راجپوتوں کو خاص مصاحب، سپہ سالار اور وزراء کے عہدے تفویض کئے تھے لیکن یہاں تک کہ اکبر کے عہد میں بھی ہمیں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا جسے کوئی اہم عہدہ دیا گیا ہو۔ افغانوں اور مغلوں میں باہمی شادی بیاہ ممنوع تھے۔ نہ تو افغان اور نہ ہی مغل ایک دوسرے کو کسی اہم عہدے پر مقرر کرتے تھے۔ شمال کے سنّی حکمرانوں نے جنوب کی شیعی حکومتوں کو فتح کرنے کے لئے ان پر حملے کئے۔ افغانوں نے افغانوں، مغلوں نے مغلوں اور بیٹوں نے اپنے باپوں سے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے جنگیں لڑیں۔ ان جنگوں میں شاذ و نادر ہندو

گیا۔ ان ہریجنوں کو نظرانداز کر دیا گیا۔ جنہوں نے عیسائیت، اسلام یا بدھ مذہب ہی کیوں نہ اختیار کر لیا تھا۔ بدھ مذہب قبول کرنے والوں کے لئے اب ترمیمات کی جارہی ہیں حالانکہ اب تک یہ نہیں معلوم ہے کہ عیسائیت قبول کرنے والوں کے بارے میں کیا ہونے والا ہے (اقلیتوں شڈول کاسٹ اور شڈول ٹرائبس اور کمزور فرقوں کے ہائی پاور کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت سے میں نے ان دونوں کے بارے میں پُرزور سفارش کی تھی۔ بہرحال میری وہ رپورٹ نہ ہی ابھی تک شائع ہوئی ہے اور نہ ہی اسے پارلیمنٹ میں پیش کیا گیا ہے حالانکہ بارہا اس کی مانگ کی گئی ہے اور احتجاج بھی کئے گئے ہیں)

لیکن مسلمان سرد مہری کے شکار ہیں۔ وہ نہ صرف تعلیم، صنعت و حرفت اور سرکاری نوکری میں پسماندہ ہیں بلکہ سماجی سطح پر بھی وہ ہریجنوں کی طرح برادری سے خارج ہیں۔ ان کی جانوں اور عزت کو نشانۂ ہدف بنانا بہت آسان ہو گیا ہے۔ "انہوں نے ایک مادرِ وطن کی مانگ کی۔ اور وہ انھیں مل گیا اب وہ وہاں کیوں نہیں چلے جاتے ہیں؟" ان کے بارے میں اکثریت کا یہ عام جذبہ ہے۔ ہندوستان اور پاکستان کے مابین ہر طرح کی کشمکش کی زیادتی انھیں بہت زیادہ غیر محفوظ بنا دیتی ہے۔ بہت ہی معمولی اشتعال انگیزی سے خوں ریز فرقہ وارانہ فسادات رونما ہو سکتے ہیں جن میں جانی اور مالی نقصانات ان کے (مسلمانوں) کے مقسوم میں آتا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے قدیم عبادت خانے بھی محفوظ نہیں ہیں۔ تاریخ کو اس طرح مسخ کیا جارہا ہے اور اس پر اس طرح نظرثانی کی جارہی ہے جو ان کے لئے نقصان رساں ہو۔ ہم ہی لوگ جو ہندوستان میں اپنی سیکولر ایک جمہوریت پر فخر کرتے ہیں ایک ایسی حکومت بنا رہے ہیں یا بنانے کی کوشش کر رہے ہیں جو مذہبی حکومت کے لگ بھگ ہے۔

ہر ایک غیر مذہبی جماعت اس بات کا اعتراف کرتی ہے کہ اس بات کو ختم ہونا چاہیئے لیکن ان میں سے ہر ایک جماعت اس بات سے اقتصادی اور سیاسی فائدہ بھی اٹھاتی رہتی ہے۔ وہ شخص جسے انتخابات میں ووٹ مانگنے پڑتے ہیں اسے اکثریت کی خوشنودی حاصل کرنی چاہیئے تاہم وہ بڑی اقلیتوں کی حمایت کو نظرانداز نہیں کرسکتا ہے۔ چاہے کوئی ہو وہ دوغلی رسن بازی کیسے کرسکتا ہے کہ وہ بازی اس کے مفاد میں ہو اور ساتھ ساتھ وہ فرقہ کی طاقتوں کے خلاف لڑ بھی سکتا ہو ہندوستانی سیاسی جماعتوں کی چالاکی اور خوش تدبیری ہی انہیں اس پیچیدگی سے باہر نکال سکتی ہے۔ بیشتر وہ دونوں حربے استعمال کرتے ہیں اور دونوں کو بے ترتیب اور

کنجلک بنا دیتے ہیں۔

کیا اس سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے؟ کیا دنیا کی کسی بڑی پسماندہ قوم کی طرح کیا کوئی اقلیت ہمیشہ غیر محفوظ اور بیگانہ رہنا چاہے گی؟ مجھے یقین ہے کہ ہندوؤں کی خصوصیات ایسی بات کو کبھی گوارا نہیں کر سکتیں۔ لیکن سب سے پہلے ہمیں ان کے برخلاف معاملہ کا جائزہ لینا چاہیئے کیونکہ یہ بات وہ عوام کے سامنے بڑے اعتماد سے ہمیشہ پیش کرتے ہیں۔

یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ مسلمانوں نے آٹھ سو یا اس سے بھی زیادہ برسوں تک اس ملک پر حکمرانی کی تھی اور انہوں نے غیر مسلموں پر ناقابل بیان مظالم توڑے تھے اور مجموعی طور پر سب لوگوں کو مسلمان بنا لیا تھا۔ ان کے مندروں کو منہدم کر دیا تھا، ان کے گروؤں اور مذہبی پیشواؤں کو تہ تیغ کر ڈالا تھا۔ ہندوؤں کے ساتھ انہوں نے کبھی بھی انصاف نہیں کیا تھا۔ ان پر جزیہ لگایا گیا تھا اور چین اور عزت کے ساتھ اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کی انھیں کبھی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ ہندوستان کے سب کے سب مسلمان پہلے ہندو تھے اور وہ مشرف با اسلام ہوئے تھے (ان میں بیشتر ہریجن تھے) اور نہ تو ان کے لئے ہندوؤں اور نہ ہی ہندوستان پر کبھی حکمرانی کرنے کا موقع تھا۔ افغانستان یا وسط ایشیا کے دوسرے مقامات سے آئے ہوئے پہلے افغان اور مابعد مغل ہمیں فتح کرنے کے لئے آئے اور ذات پات، مذہب اور ذاتی خواہشوں میں منقسم ہماری افواج کو شکست دینے کے بعد انہوں نے ہم پر حکمرانی کی۔ فاتح قوموں نے کبھی بھی ہندوستانی مسلمانوں کو حکمرانی میں شریک کار نہیں بنایا تھا۔ حالانکہ انہوں نے کئی ہندو راجپوتوں کو خاص مصاحب، سپہ سالار اور وزارت کے عہدے تفویض کئے تھے لیکن یہاں تک کہ اکبر کے عہد میں بھی ہمیں کوئی ایسا مسلمان نظر نہیں آتا جسے کوئی اہم عہدہ دیا گیا ہو۔ افغانوں اور مغلوں میں باہمی شادی بیاہ ممنوع تھے۔ نہ تو افغان اور نہ ہی مغل ایک دوسرے کو کسی اہم عہدے پر مقرر کرتے تھے۔ شمال کے سنی حکمرانوں نے جنوب کی شیعی حکومتوں کو فتح کرنے کے لیے ان پر حملے کئے۔ افغانوں نے افغانوں، مغلوں نے مغلوں اور بیٹوں نے اپنے باپوں سے سیاسی اقتدار حاصل کرنے کے لئے جنگیں لڑیں۔ ان جنگوں میں شاذونادر ہندو

آں ۔ [illegible] نہ کرتے ہوئے مساوات کے تصورات کی وجہ سے اور زیادہ تر ان صوفیوں کے اثرات کی بنا پر تبدیل مذہب عمل میں آیا جو فی الواقع ویدانت کے پیرو ہو گئے تھے ۔ اس مقصد کے حصول کے لئے اگر کسی وسیع طریقے پر طاقت کا استعمال کیا گیا ہوتا تو اس ملک کی آزادی کے موقع پر مسلمانوں کی آبادی ہندوؤں کی آبادی کے ایک چوتھائی کے برابر نہ ہوتی ۔ جہاں تک یہ بات کہی جاتی ہے کہ غیر مسلموں پر بلا تخفیف متواتر مظالم ہوتے رہے تو ۱۸۵۷ء میں تقریباً سارے ہندوستان نے بہادر شاہ ظفر کے جھنڈے کے نیچے کیوں برطانیہ کے خلاف جنگ کی؟ ان میں پوربی، مرہٹہ، راجپوت اور دوسرے لوگ شامل تھے ۔؟ کیا وہ مغلوں کے مظالم کو قائم رکھنا چاہتے تھے؟ ۔ بابر کے علاوہ ہر ایک افغانی اور مغل بادشاہوں کو یہیں ہندوستان میں دفن کیا گیا ۔ انہوں نے اپنے تمام خزانے یہیں خرچ کئے اور اختیار کردہ اس ملک میں دائمی سکونت اختیار کر لی ۔ وہ فاتحین کی حیثیت سے یہاں آئے تھے لیکن وہ ہمارے شہریوں کی طرح یہاں رہتے تھے ۔ ہندو مذہب کی اچھی باتوں کو اپنا کر ہندوستان میں اسلام کی شکل بالکل بدل گئی ۔

مرہٹوں اور سکھوں نے بالخصوص مابعد کے مغل حکمرانوں کے خلاف کئی مرتبہ بغاوتیں کیں لیکن بالآخر ایران کے شیعہ سلطان نادر شاہ اور افغانستان کے سنی سلطان احمد شاہ ابدالی نے مغلیہ سلطنت کو برباد کر دیا ۔ کچھ مدت گذرنے کے بعد ایک معاوضہ کے صلے میں مرہٹوں نے کم سے کم سو برسوں تک مغل تخت کی حمایت کی اور انہوں نے راجپوتانہ اور بنگال کے ہندوؤں پر بڑی بے رحمی سے حملے کئے ۔ درحقیقت یہ الفاظ ہندو اور ہندوستانی مسلمانوں نے ہمیں دیئے ہیں ۔

ہماری تہذیب اور تمدن کی ترقی میں مسلمانوں نے جو اضافے کئے ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ ہماری زندگی کے لاینفک جزو بن گئے ہیں بالخصوص یہ مغل حکمراں ہی تھے جنہوں نے ہمیں اکھنڈ بھارت کا تصور دیا ۔ اور افغانستان کو اس ملک کا ایک حصہ بنا لیا ۔ انہوں نے سارے ملک پر حکومت کے لئے ایک طرز حکومت رائج کیا (افغان حکمراں شیر شاہ سوری نے گرانڈ ٹرنک سڑک بنوائی) اور اس ملک میں سیاسی استحکام قائم کیا اور مرکزی حکومت کے اعلیٰ

وقتدار کو قائم کیا اور مالگذاری کا ایک ایسا نظام مروج کیا جو رعایا کی فلاح وبہبود پر مبنی تھا۔ جرائم کا خاتمہ کر دیا اور مکمل امن وامان کی یقین دہانی کی۔ یہ بڑی دلچسپ بات ہے کہ ہندوؤں کو شاذ و نادر ہی قاضی کی عدالت میں حاضر ہونا پڑتا تھا۔ صرف مسلمان ہی وہاں پیش ہوتے تھے۔ دیگر تمام معاملات پنچایتوں اور رسمی قانون کے ذریعہ طے ہوتے تھے۔ آرٹ اور فن تعمیر، فن موسیقی وادب، کھانے پکانے کے طریقوں، لباسوں اور فرنیچر وغیرہ میں ان کے اضافوں کی اہمیت کچھ کم نہیں ہے۔

مغلوں نے فارسی کو درباری زبان تسلیم کر لیا اور انہوں نے اس بات پر اصرار نہیں کیا کہ ترکی یا ان کی مذہبی کتابوں کی زبان عربی کو درباری زبان کی حیثیت دی جائے۔ انہوں نے ایک عام بولی کو جنم دیا جو ہندی قواعد پر مبنی تھی اور اسے اردو کے نام سے موسوم کیا جو ہندوستان میں آجکل تہذیب کے اظہار کے لئے بہترین زبان ہے۔ یہاں تک کہ اکبر نے ایک مشترکہ مذہب دین الٰہی قائم کیا اور بڑی حد تک صوفی ویدانت کے پیرو ہو گئے۔ توحید کے تصور سے ہندو آشنا نہ تھے لیکن اس بات پر اسلام کے بھرپور زور نے ہمیں بنی نوع انسان اور دنیا کے بارے میں اپنے خیالات پر نظر ثانی کرنے پر مجبور کر دیا۔ بابائے ہندوستانی قومیت گرونانک نے افغانوں کے آخری اور مغلوں کے ابتدائی زمانے میں عدم تفریق کے اپنے عقیدوں کی اشاعت کی لیکن نہ تو انہیں ستایا گیا اور نہ ہی انھیں چیلنج کیا گیا۔

ہم یہ کہتے ہیں کہ ہمارے مندروں کی بے حرمتی کی گئی انھیں مسمار کیا گیا لیکن شمال اور جنوب میں ہمارے قدیم ترین مندر آج بھی برقرار ہیں۔

یہاں تک کہ اورنگ زیب کے ایک فرمان میں جس کی نمائش بنارس ہندو یونیورسٹی کے میوزیم میں کی جاتی ہے، واضح طور پر یہ کہا گیا ہے کہ: "جبکہ کسی نئے مندر کی تعمیر کی اجازت نہ دی جائے، (لیکن) کسی قدیم مندر کو مسمار نہ کیا جائے۔" لہذا آج یہ بات کہنا کہ اجودھیا، بنارس اور متھرا کی ان تینوں مسجدوں کو فرقہ وارانہ یکجہتی کے لئے واپس کر دیا جائے۔ ہمارے سیکولر دستور اور قانون کی بیخ کنی کرنے کے مترادف ہے۔

ہاں۔ پاکستان ہے جسے ہم سب دیکھتے ہیں۔ اسے ہندوستانی مسلمانوں نے بنایا تھا جنہیں